رجسٹرڈ آصفیہ نمبر (۱۸۰)

رجسٹرڈ انگلشیہ نمبر ( )

فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

# مملکت

ہفتہ وار

ایڈیٹر

میر حسن الدین بی اے ال ال بی (عثمانیہ)

شرح چندہ

سالانہ ........ ے

ششماہی ........

سہ ماہی ........

قیمت فی پرچہ (۲/)

قیمت پرانا پرچہ (۴/)

جلد (۳) | ۱۳ امرداد ۱۳۵۲ ف | ۱۵ جمادی الثانی ۱۳۶۲ ھ | ۱۹ جون ۱۹۴۳ء شنبہ | نمبر (۱۰)


# مسائل امن

## ہندوستان کو مشورہ

از

ڈاکٹر مسٹر سی، آر، ریڈی

جنگ کے بعد دنیا کا مستقبل کیا ہوگا؟ وہ حالات کیا ہوں گے جن کے تحت صلح کی گفت و شنید ہوگی؟ صلح کے فریق کون ہوں گے؟ صلح کے فریق وہ دول ہوں گے جو اب شریک جنگ ہیں یا شکست خوردہ ممالک میں ایسی نئی حکومتیں قائم ہوں گی جن کی نوعیت انقلابی ہوگی؟

ہٹلر نے بارہا اعلان کیا ہے کہ اگر اس کو محوری دول کے ہاتھوں شکست اٹھانی پڑے تو وہ ایک جدید معاہدۂ ورسائی کو ماتحوں وغیرہ قبول کرنے کے بجائے بالشویک ہو جائے گا۔ اس نے یہ بھی اعلان کیا ہے کہ جرمنی ایک یوروپین ملک ہے جو ایک نیم ایشیائی اور بربری ملک یعنے سوویٹ روس کا مخالف ہے۔ یقین شکست کھانے کے بعد ہٹلر کا وجود ہی کہاں ہوگا۔ وہ اس انقلاب کا شکار ہو جائے گا جو جرمنی میں پیدا ہوگا۔ لہذا ہٹلر کے اعلانات بے سود ہیں۔

### ہمہ گیر جنگ کے اثرات

اگر جرمنی میں کوئی انقلاب رونما ہو تو اس کی نوعیت کیا ہوگی؟ ۱۹۱۸ء کی جنگ عظیم کے اختتام پر جرمنی اشتمالی بن گیا تھا اور اس سرخ انقلاب کا نتیجہ تھا کہ ایک اشتراکی کو صدر بنایا گیا اور ویمار کا دستور نافذ کیا گیا لیکن کچھ عرصہ تک یہی اقوامیت جرمنی کا سنگ بنیاد اور قومیت کی ان ساری برائیوں کی جڑ قرار دے کر مذمت کی گئی جن میں نوع انسان مبتلا ہے۔ اس کے چند سال بعد نازیت نمودار ہوئی۔ جرمنی ایک دوسری انتہا پر پہنچ گیا اور اس نے آمریت اور نسلی ملوکیت اور وہ ساری چیزیں اختیار کرلیں جو ۱۹۱۸ء کے انقلاب میں مذموم قرار دی گئی تھیں۔ نازیوں نے اشتمالیت کو دبا دیا اور اشتمالیت زیر زمین چلی گئی۔ انقلابات میں بالعموم وہ قوتیں ابھر آتی ہیں جو زیر زمین چھپی رہتی ہیں۔ اس کے علاوہ یہ ایک ہمہ گیر جنگ ہے اور اس ہمہ گیر جنگ میں عوام الناس ہی بہت متاثر ہوتے ہیں اگر جرمنی میں کوئی نیا انقلاب ہوگا تو وہ عوام الناس کا انقلاب ہوگا اور زیادہ تر بالشویک نوعیت کا ہوگا۔

لیکن یہ کہا جا سکتا ہے کہ کیا اقوام متحدہ ایسے انقلاب کو نہیں دبا دیں گے جو ان کے معاشی، سیاسی اور معاشی اداروں کے منافی ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ فعل اقوام متحدہ کے ان اعلانات سے کس طرح مطابق ہوگا جن میں دیگر اقوام کے حق خود ارادیت کے نظریہ اور اندرونی سیاسیات میں عدم مداخلت کی پالیسی کو تسلیم کیا گیا ہے۔ کیا سوویٹ روس اپنی پوری قوت سے ایسے انقلاب کی حمایت نہیں کرے گا؟ (سوویٹ روس نے کمیونسٹ انٹرنیشنل کو برخواست کر دیا ہے۔ ہم) کیا اقوام متحدہ روس اور جرمنی کے متحدہ انقلابات کا مقابلہ کر سکیں گی جبکہ ایسے انقلاب سے خود ان کے ممالک اشتمالی اور انقلابی عناصر کو ہمدردی ہوگی۔ کیا بعض ایسے دول جو اس وقت روس کے دوست ہیں ایک ہی دستور یا آئین کو برقرار رکھنا نہیں چاہیں گے تاکہ مستقبل میں قوتوں کا توازن برقرار رہے؟

### منشور اوقیانوس

میں ہرگز یہ یقین کے ساتھ نہیں کہہ سکتا کہ جنگ کے بعد یورپ کا مستقبل کیا ہوگا۔ بہر حال جو نقشے بنے ہیں ان کے متبدل ہونے کے لئے ایک طویل امن کی ضرورت ہوگی۔ اور نہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اقوام متحدہ پریشانی کے زمانہ میں جو اعلانات کر رہے ہیں ان پر خوشحالی کے زمانہ میں قائم رہیں گے۔ ڈی گال اور جیراڈ قدیم سلطنت فرانس کا احیا اور اس کی انفرادیت کی برقراری کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ نو آبادیات کو ان کے اندرونی معاملات میں حکومت خود اختیاری دینے کا وعدہ بھی کیا جا رہا ہے۔ تمام اہم کانفرنسیں انگلستان اور امریکہ کے مابین ہو رہی ہیں۔ چین کو نظر انداز کیا جا رہا ہے اور روس کو خوش کیا جا رہا ہے۔ برطانوی مدبرین میں صرف مسٹر اسٹافورڈ کرپس ہی دل سے روس اور چین کا ذکر کرتے ہیں مگر وہ اب پس منظر میں آ گئے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ بعض مغربی ممالک کے لئے کسی ایشیائی طاقت کا ابھرنا خوش آئند نہ ہوگا۔ یہیں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ منشور اوقیانوس کے اصول کو انڈونیشیا، برما، ہند چینی، تونس اور دیگر ممالک پر جو آزادی حاصل کرنے کی توقع رکھتے ہیں کس طرح منطبق کیا جائے گا۔

### مابعد جنگ معاشی مسائل

سیاسیات کو چھوڑو۔ سیاسیات تو ہندوستانیوں کے لئے بڑی دلکشی رکھتی ہے کیونکہ وہ تقریروں کے سوا اور کچھ کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ لیکن کیا ساری دنیا

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۰ پر)

# مملکت ہفتہ وار

جلد۲ | ۱۳ امرداد ۱۳۵۴ف | نمبر۱


## مادرِ جامعہ کی بے مہری

اس سال جامعہ عثمانیہ کے جو مایوس کن نتائج شائع ہوئے ہیں اُن سے ناکام طلبہ اور ان کے سرپرستوں میں ایک ہیجان پیدا ہوگیا ہے۔ تعلیم یافتہ افراد کی محفلوں میں آج کل جامعہ عثمانیہ کے نتائج موضوع بحث بنے ہوئے ہیں۔ اس خصوص میں انجمن طلباء حیدرآباد نے جو قرارداد شائع کی ہے اُس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انٹرمیڈیٹ شعبہ سائنس میں (۷۰) فی صد طلبہ ناکام رہے اور انٹرمیڈیٹ شعبہ فنون میں (۴۰) فی صد ناکام رہے۔ امتحان بی اے میں ناکام طلبہ کا فی صد (۷۰) تھا۔ اخبارات میں جو مختلف مراسلے شائع ہوئے ہیں اُن سے مترشح ہوتا ہے کہ میٹرک کے نتائج بھی اسی طرح مایوس کن رہے۔

اگر ناکام طلبہ کے یہ اعداد صحیح ہیں تو ظاہر ہے کہ اس پرآشوب زمانہ میں جبکہ گرانی نے سارے ملک کو بالعموم اور غریب و متوسط طبقوں کو بالخصوص پریشان کر رکھا ہے ایسے نتائج طلبہ کے سرپرستوں کے لئے کس قدر حوصلہ شکن ثابت ہوں گے۔ اس امر کی تشریح غیر ضروری ہے کہ خود طلبہ کو ایسے مایوس کن نتائج کس طرح پست ہمت بنا سکتے ہیں۔

ان نتائج کے اسباب و علل پر ملک کے سارے جرائد نے بحث کی ہے اور متفقہ طور پر یہ کہا جا رہا ہے کہ اس کے اسباب مرتبہ ذیل ہو سکتے ہیں۔

(۱)۔ یا تو طلبہ اتنے بدشوق اور غبی ہیں کہ وہ جامعہ کے امتحانات میں شریک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے

(۲)۔ یا تو اساتذہ اس قدر نااہل ہے کہ وہ جامعاتی معیار پر طلبہ کو تعلیم نہیں دے سکتا۔

(۳)۔ یا جامعہ نے یہ پالیسی اختیار کی ہے کہ کم سے کم طلبہ کو کامیاب کیا جائے۔

پہلی وجہ اس لئے قرین قیاس نہیں ہو سکتی کہ جامعہ میں طلبہ کے داخلہ پر سخت سے سخت قیود عائد کئے گئے ہیں اور باوجود مسلسل احتجاجات کے ان قیود میں نرمی نہیں پیدا کی گئی جب اتنی سختی اور احتیاط کے ساتھ طلبہ کو جامعہ میں شریک کیا جاتا ہے تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ طلبہ کی (۷۰) فیصد تعداد بدشوق اور غبی ہے۔

دوسری مفروضہ وجہ کہ اساتذہ اس قدر نااہل ہے کہ وہ جامعاتی معیار پر طلبہ کو تعلیم نہیں دے سکتا ناقابل یقین ہے۔ ہماری جامعہ میں ایسے اساتذہ موجود ہیں جن کی قابلیت نہ صرف مسلّم ہے بلکہ جو کل ہند شہرت کے بھی حامل ہیں۔ اس لئے یہ قیاس بھی نہیں کیا جا سکتا کہ ان اساتذہ نے تعلیم دینے میں کوتاہی کی یا اپنے فرائض کو کما حقہ انجام نہیں دیا یا انہیں طلبہ کے مستقبل سے کوئی ہمدردی نہیں۔

تیسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ جامعہ نے کوئی ایسی پالیسی اختیار کی ہے جس کے تحت طلبہ کو کم سے کم تعداد میں کامیاب کیا جا رہا ہے۔ قطعیت کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ آیا واقعی جامعہ نے ایسی کوئی پالیسی اختیار کی ہے۔ اس امر پر خود ارباب جامعہ ہی روشنی ڈال کر اس امر کی تشویش کو دور کر سکتے ہیں اور ہمیں توقع ہے کہ ارباب جامعہ اپنے روایتی سکوت کو ترک کرکے فوراً کسی بیان کے ذریعہ اپنی پالیسی کا اعلان کریں گے۔ نتائج کے مایوس کن ہونے کی مذکورہ بالا تین وجوہ میں سے جب کوئی وجہ درست نہیں ہے تو نتائج کی یہ خرابی ہمارے لئے ایک معمہ ہے اور اس معمہ کو ارباب جامعہ ہی حل کر سکتے ہیں

کسی طالب علم کا ایک سال ضائع ہونا ——— خاص کر موجودہ غیر معمولی حالات میں ——— کیا اثر پیدا کرتا ہے اس کو وہی شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے جس کو اپنی طالب علمی کے زمانہ میں ایسے تلخ تجربہ سے دوچار ہونا پڑا ہو۔ ہم ان جذبات کو پوری طرح محسوس کرتے ہیں جو اس وقت ناکام طلبہ اور ان کے سرپرستوں میں موجزن ہیں اور ہمیں ان سے پوری ہمدردی ہے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لئے دو تجاویز پیش کی گئی ہیں۔

(۱)۔ ایک تجویز یہ ہے کہ دوسری جامعات کی طرح یہاں کے ناکام طلبہ کا بھی سال میں دو بار امتحان لیا جائے۔

(۲)۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ جاریہ نتائج پر نظر ثانی کی جائے اور ناکام طلبہ کو کچھ رعایتی نمبر دئے جائیں اور ایک ضمیمہ نتیجہ شائع کیا جائے۔

پہلی تجویز ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے اور ہماری رائے ہے کہ ہندوستان کی دوسری جامعات کی طرح ناکام طلبہ کو سال میں دو بار قسمت آزمائی کا موقع دینا بالکل قرین انصاف ہے۔ اور اس تجویز کو مستقل طور پر روبہ عمل لانا چاہئے۔ جاریہ نتائج کی حد تک ہم اس خیال سے متفق ہیں کہ ان پر نظر ثانی کی جائے اور ایک ضمیمہ نتیجہ شائع کیا جائے۔ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو ہمیں اندیشہ ہے کہ ایسے ناکام طلبہ جو اس گرانی کے زمانہ میں بڑھتے ہوئے معیار زندگی کو برقرار نہیں رکھ سکتے اور جن کے سرپرست تعلیمی اخراجات برداشت کرنے کی سکت نہیں رکھتے تعلیم ترک کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور اس طرح ملک کی اعلیٰ تعلیم کا اوسط گھٹ جائے گا جس کو کوئی بھی خواہ وطن پسند نہیں کر سکتا۔

آخر میں ہم اپنی جامعہ کی نسبت ایک معاصر کی حسب ذیل تجویز کو دہرانا ضروری سمجھتے ہیں۔

بہرحال ہماری نظر میں اصولی اور بنیادی نتیجہ جو امتحانات کے ان نتائج سے ظاہر ہوتا ہے یقیناً یہی ہے کہ جامعہ کے اندرونی دروبست میں کوئی نا درست نظر بہت تیزی سے ہے۔ اس کو معلوم کرنے اور اس کو درست کرنے کے لئے ایک گہری تحقیقات کی ضرورت ہے۔ لہٰذا ملک کی صحافت کا جبلی اور متحدہ مطالبہ یہی ہونا چاہئے کہ جامعہ کے موجودہ حالات کی تحقیقات کرائی جائے۔ یقیناً کسی نہ کسی گوشہ میں بہت بڑی خرابی موجود ہے۔

## حیدرآباد میں مابعد جنگ تنظیم

جنگ کے بعد جو مسائل پیدا ہوں گے ان کو حل کرنے کے لئے انگلستان اور امریکہ وغیرہ میں مختلف تجاویز مرتب کی جا رہی ہیں۔ ان تجاویز کو مابعد جنگ تنظیم کے نام سے موسوم کیا جا رہا ہے۔ مابعد جنگ مسائل سے ہندوستان اور حیدرآباد کو بھی دوچار ہونا پڑے گا۔ ان مسائل میں سب سے اہم مسئلہ بیروزگاری کا ہوگا جو صنعتوں کو اساس جنگ سے بحال کرنا اس میں پیدا ہونے اور فوجوں سے سپاہیوں کی سبکدوشی سے پیدا ہوگا۔ وقت کا تقاضا ہے کہ یہ اعداد کی تعمیل کے ساتھ حل کرنے کے لئے ابھی سے تیاریاں شروع کر دی جائیں۔ چنانچہ اسی مقصد کے تحت بارگاہ خسروی سے جنگ کے بعد کی تربیتوں اور تعمیر جدید کے کاموں کے لئے ایک

مجلس کے قیام کی منظوری شرف صدور لائی ہے۔ یہ مجلس سرکاری اور غیر سرکاری ارکان پر مشتمل ہوگی اور اس کے تحت بارہ ذیلی کمیٹیاں تشکیل دی جائیں گی۔ مجلس کے صدر نواب صدر اعظم بہادر ہوں گے اور اس کے لئے ایک نئی معتمدی کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ اس مقصد کے لئے جو بارہ کمیٹیاں قائم ہوں گی وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) آب پاشی اور برقی قوت کی کمیٹی جس میں آب پاشی اور نظام ساگر کی ترقی کی مجلسوں، آب پاشی کے اہم پروجکٹ کی مجلس، آب رسانی کی مجلس اور برقی قوت اور حرفہ کی مجلسوں کے نمائندے شریک رہیں گے۔
(۲) انجنیری صنعتوں کی کمیٹی
(۳) چھوٹے پیمانے اور گھریلو صنعتوں کی کمیٹی
(۴) مندرجہ بالا صنعتوں کے علاوہ دوسری صنعتوں کی کمیٹی۔
(۵) ریلوے کے علاوہ حکومت کے تعمیری کاموں اور حمل و نقل و رسائل کی کمیٹی۔
(۶) سائنٹفک اور صنعتی تحقیقات کی کمیٹی
(۷) تعلیمی کمیٹی (جس میں فنی اور صنعتی تعلیم کا زیادہ لحاظ رکھا جائے گا)
(۸) زراعتی وسائل کی کمیٹی
(۹) دیہی ترقیات کی کمیٹی
(۱۰) جنگی خدمت کرنے والوں سے متعلق کمیٹی
(۱۱) صحت عامہ کی کمیٹی
(۱۲) مالیات، بنک کاری، تبادلہ اور تجارت کی کمیٹی۔

اس تجویز کی نسبت ایک معاصر نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ ان بارہ کمیٹیوں کا قیام غیر ضروری ہے بلکہ مابعد جنگ تنظیم کا کام ان آئینی مشاورتی مجالس سے لیا جانا چاہئے جو دستوری اصلاحات کے تحت قائم ہوئی ہیں۔ ہمیں اس رائے سے دو وجوہ کی بنا پر اختلاف ہے۔ اول یہ کہ آئینی مشاورتی مجالس کا قیام چند مقررہ مقاصد کے تحت عمل میں آیا ہے اور ان کا دائرہ عمل زیادہ وسیع نہیں۔ مثلاً محکمہ تعمیرات اور محکمہ ریلوے سے متعلق کوئی آئینی مشاورتی مجلس قائم نہیں کی گئی۔ مگر مابعد جنگ تنظیم میں ایسے مسائل بھی شامل ہیں جن کا تعلق محکمۂ تعمیرات اور ریلوے سے ہے۔ ان مسائل کو کسی آئینی مشاورتی کمیٹی کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح اور بھی مسائل ہیں جو آئینی مشاورتی مجالس کے دائرہ عمل سے باہر ہیں۔

ہمارے اس اختلاف کی دوسری وجہ یہ ہے کہ آئینی مشاورتی مجالس کی موجودہ تشکیل ہمارے نزدیک اطمینان بخش نہیں ہے۔ ہم نے اپنی ۹ محرم کی اشاعت میں ان مجالس کی تشکیل کی نسبت یہ واضح کیا تھا کہ "غیر سرکاری ارکان میں اکثریت [illegible]

مدد پر جانسنل کے ارکان کی ہے اور یہ دونوں ادارے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اگر ان جماعتوں کے ارکان اپنے اپنے اداروں کے مسلک پر قائم رہیں تو مشاورتی مجالس میں باہمی رسہ کشی شروع ہو جائے گی اور مشورہ اور غور و فکر کو ان مجالس میں کوئی جگہ حاصل نہ رہے گی۔"

ہم نے یہ بھی واضح کیا تھا کہ ملک کے دوسرے بہتر افراد کو محض اس بنا پر کہ وہ ان اداروں کے رکن نہیں ہیں آئینی مشاورتی مجالس سے دور رکھنا نہ صرف ان افراد کے ساتھ بلکہ ملک کے نظم و نسق کے ساتھ ناانصافی ہے۔ ہماری اب بھی رائے ہے کہ ملک میں ایسے قابل اور صائب الرائے افراد کی کمی نہیں جو ان مسائل سے متعلق مفید مشورہ دے سکتے ہوں مگر ان کا کسی سیاسی جماعت سے تعلق نہیں ہے۔ مابعد جنگ تنظیم سے متعلق مذکورہ بالا کمیٹیوں کو حکومت یہ اختیار دینا چاہتی ہے کہ وہ حیدرآباد کے باہر کے ممتاز حضرات سے مشورہ کریں یا رکن کی حیثیت سے انہیں کمیٹیوں میں شریک کریں۔ حکومت کا یہ مستحسن مقصد آئینی مشاورتی مجالس سے پورا نہیں ہو سکتا کیونکہ ان مجالس میں نہ تو باہر کے ممتاز افراد شریک کئے جا سکتے ہیں اور نہ ان سے مشورہ لیا جا سکتا ہے۔ مفید اور کار آمد مشورے حاصل کرنے کے ذرائع محدود کرنا کوئی دانشمندی نہیں۔ ہمیں توقع ہے کہ مذکورہ بالا کمیٹیوں کے غیر سرکاری ارکان کی نامزدگی کے وقت حکومت ہر مکتب خیال کے افراد اور ماہرین قابلیت رکھنے والے اصحاب کو کام کرنے کا موقع دے گی اور وہ غلطی نہیں کرے گی جو آئینی مشاورتی مجالس کی نامزدگی میں ہوئی تھی۔

## اجازت کے بغیر جدید کمپنیوں کے قیام کی ممانعت

حیدرآباد، ۱۰ جون۔ حکومت سرکار عالی کا ایک اعلامیہ مظہر ہے کہ حکومت سرکار عالی نے مصنوعی توقیر کو روکنے کے لئے حکومت سرکار عالی نے جو انسدادی تدابیر اختیار کی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حکومت نے قواعد مدافعت کی ترمیم کے تحت جدید کمپنیوں کے حکومت سرکار عالی کی اجازت کے بغیر قیام کو ممنوع قرار دیا ہے۔ کمپنیوں کے دوبارہ تشکیل اور ان کے سرمایہ کی از سر نو تقسیم وغیرہ بھی حکومت کی اجازت کے بغیر ممنوع کر دی گئی ہے۔ اس ترمیم کا مقصد یہ ہے کہ ایسی بے موقع پیدا ہونے والی کمپنیوں کی بہتات کو روکا جائے جو کہ بعد از جنگ زمانہ میں زندہ رہنے اور قائم و برقرار رہنے کا بہت کم امکان ہو اور جن کے ناخوشگوار نتائج پیدا ہوں مثلاً ایسے سرمایہ دار اداروں کی دوبارہ تشکیل جن کی اساس سرمایہ لگانے والوں کے مفاد کے لئے مضر ثابت ہو۔

حکومت سرکار عالی ایسے صنعتی ارتقا اور توسیع کی رفتار کو گھٹانے یا روکنے اور مزاحم ہونے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی جن کی اساس صحیح ہو، جس میں جنگی پیداوار کو بڑھانے میں معاون ہو یا جس سے ملک کی شہری ضروریات بدرجہ اتم پوری ہوتی ہوں لیکن ایک عرصہ سے یہ دیکھا جا رہا ہے کہ ایسی کمپنیاں جن میں بنکنگ کمپنیاں بھی شامل ہیں بڑھتی جا رہی ہیں اور اس بنا پر سرمایہ لگانے والوں کے مفاد کے پیش نظر یہ ضروری خیال کیا جاتا ہے کہ ایسی نامناسب افراط کو روکا جائے جو حکومت کے اس طرح علم میں آتی ہے۔

بنک کاری کے ایسے اداروں کی تشکیل کو روکنے کے لئے جو غیر ذمہ دار اور ناتجربہ کار اشخاص کی جانب سے قائم ہوں، حضرت اقدس و اعلیٰ نے حال ہی میں اور کمپنی ہائے سرمایہ مشترک کی ترمیم کی شرف صدور عطا فرمایا ہے۔ اس کو دستور العمل کا سب سے زیادہ اہم فقرہ یہ ہے کہ کوئی بنک کاری کی کمپنی خواہ حیدرآباد میں رجسٹر ہو یا کسی قانون کے تحت ممالک محروسہ کے باہر قائم ہوئی ہو اس وقت تک ممالک محروسہ میں کوئی کاروبار آغاز کر سکے گی اور نہ اپنی کوئی شاخ قائم کر سکے گی جب تک کہ حکومت سرکار عالی کی قبل از قبل اجازت نہ حاصل کر لی جائے۔

حکومت سرکار عالی نے اب قاعدہ (۲۳) الف قواعد تحفظ ممالک محروسہ سرکار عالی میں یہ اضافہ منظور کیا ہے کہ حکومت کی قبل از قبل منظوری حاصل کئے بغیر کوئی جدید کمپنی قائم کی جا سکے گی اور نہ ہی اس کے لئے سرمایہ مشترکہ جمع کیا جا سکے گا۔ ایسی کسی منظوری کے حصول کے لئے محکمہ فینانس سرکار عالی میں جو درخواستیں داخل کی جائیں وہ معتمد فینانس سرکار عالی کی موسوم ہوں اور ان میں کمپنی کے مقاصد کی وضاحت، سرمایہ اور ڈبنچروں کی صراحت اگر کوئی ہوں وہ اس طرح کہ کمپنی اس قسم کے ڈبنچرس جاری کرنا چاہتی ہے اور اگر حصص ہوں تو ان کی جزوی ادائی ہوگی یا کامل۔ اس کے علاوہ ان مصارف اور خرچ کی ایک عام تفصیل بتلائی جانی چاہئے جو اس سرمایہ پر عائد ہونے والا ہو۔ محکمہ تجارت و حرفت کے ایک نمائندہ اور بنک کاری کی کمپنی کی صورت میں حیدرآباد اسٹیٹ بنک کے ایک نمائندے کو محکمہ فینانس میں ایسی جدید درخواستوں پر مشورہ کے لئے مقرر کیا جائے گا۔ یہ حکم تمام جدید کمپنیوں پر عائد ہوگا جن میں بنک کاری کی کمپنیاں بھی شامل ہوں گی۔ (ا۔پ)

# حیدرآباد میں ارضیاتی تحقیقات

## تین اضلاع میں (۲۱۵۰) مربع میل کی پیمائش

اضلاع نلگنڈہ محبوب نگر اور گلبرگہ کے چند حصوں میں ارضیاتی پیمائش سے ظاہر ہوا ہے کہ ان علاقوں میں کانک کاتہ نشین مادہ موجود ہے جو گھریلو صنعتوں میں کام دے سکتا ہے۔ اس پیمائش سے ایسے خام مواد کا بھی پتہ چلا ہے جو حسب ذیل صنعتوں میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

سمنٹ کی صنعت
رنگ اور پلاسٹر کی تیاری
تیل صاف کرنے کی صنعت
بلیچنگ پاوڈر کی تیاری
کوزہ گری کی صنعت
ہائیڈروکلورک ترشہ کی صنعت

وقار آباد کے رقبہ میں لوہیا مٹی کے طبقات کی موجودگی دریافت کی گئی۔

۱۳۵۵ف میں اضلاع نلگنڈہ، محبوب نگر، گلبرگہ میں ۲۱۵۰ مربع میل کی ارضیاتی پیمائش کی گئی۔ اس پیمائش میں کانک کاتہ نشین مادہ دستیاب ہوا جو معمولی گھریلو صنعتوں کی امداد کے لئے موزوں ثابت ہو سکتا ہے۔

تعلقہ جات پرگی اور کوڑنگل میں پتھر کی کانوں سے بڑے بڑے ستون اور سلیں حاصل ہوتی ہیں۔ کوڑنگل کی چند دھاریاں جن کی شیشہ سازی کے لئے ضرورت پڑتی ہے گرے نائٹ میں پائی جاتی ہیں۔

بعض قسم کے دانہ دار چکنے پتھر جو چند گاؤں خورد رانچور اور راجولی میں پائے جاتے ہیں سنگ مرمر کے طور پر استعمال ہو سکتے ہیں۔ سلیکی ریتیلے پتھر کوڑنگل اور کی کے رقبہ میں مقامی کانوں سے نکالے جاتے ہیں اور مختلف اغراض میں کام آتے ہیں۔ رانچور کا ریتیلا پتھر تجربہ کرنے پر معمولی شیشہ سازی کی صنعت کے لئے بہت موزوں پایا گیا۔

### اہم تحقیقات

اہم ستون جو زیادہ تر قلمی قسم اور مختلف رنگوں کا ہوتا ہے کانوں سے نکالا جاتا ہے اور شاد آباد کے پتھر کے نام سے بازار میں فروخت ہوتا ہے۔

دکن کے آتش فشانی علاقہ کے بیرونی قسم میں لوہیا مٹی اور متعلقہ اشیا پائی جاتی ہیں جو رنگ اور پلاسٹر کے لئے کار آمد ہیں۔

نوش تلا رنگ کے جوش جو کھلی آتش فشانی تہوں میں ملتے ہیں، بیان کیا جاتا ہے کہ نگینہ سازی اور جواہرات تراشی وغیرہ کے لئے موزوں ہیں۔

متعلقہ جات چیچولی میں کھونڈ کی مٹی کی قسمیں خاص مقدار میں پائی جاتی ہیں۔ یہ مٹی کو تیل صاف کرنے کی صنعت میں کام آتی ہے۔

درنی کھیسانیت، رگیں پتلے پتلے پٹے والی رگوں سے گرانیٹ جو نائی نگ گولی ناگی دھات کی خام بنیاد دھات کے طور پر تعلقہ دیوکنڈہ میں پائی جاتی ہے۔ تجارتی حیثیت سے خاص اہم ستون جس کے ۹۴ سے اوپر کی نسبت حال ہی میں ہندوستان میں محدود ہو گیا ہے کہ اس پتھر کو بلیچنگ پاوڈر تیار کرنے کے لئے خام مواد کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

چھوٹی مقداروں میں کلورائٹ اکھالی نامی معدنی گرے نائٹ میں پایا جاتا ہے اس کا استعمال خام دھاتوں کی صفائی اور ہائیڈروکلورک ترشہ کی صنعت اور کوزہ گری میں بہت زیادہ ہوتا ہے۔

نلیپار چار کونڈہ کے جنوب میں ایک میل کے فاصلہ پر گرے نائٹ کی پہاڑی میں کھیسانیت کے اندر پایا جاتا ہے۔

### لوہیا مٹی کے طبقات

وقار آباد کے رقبہ میں لوہیا مٹی کے طبقات کی دریافت کا کام شروع کیا گیا ہے۔ اس دریافت کے خوش آئند نتیجے برآمد ہوئے ہیں۔ وقار آباد سے نزدیک دکن پٹھانی پہاڑیوں کے اوپر چلد دار چھوٹی ڈھلوں کے نیچے رنگدار رنگ کی مٹی کے پرتوں میں ان کی موٹائی دو انچ ہے۔ لوہیا مٹی کے طبقوں میں عمدہ اور گھٹیا پائے جاتے ہیں جو دو تا دو انچ موٹے ہوتے ہیں۔ ان عدسوں کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ وسطاً دو انچ موٹائی کے سلسل پرت ہیں۔ رنگدار مٹی طبقوں میں گہری زرد، سرخ، بیلی اور سفید مٹی ہے۔ ہم پلہ چنچل تارڈی پلی اور آکنا پلی کی پہاڑیوں میں لوہیا مٹی بڑی مقدار میں موجود ہے۔ تخمینہ کی رو سے بیان کیا جاتا ہے کہ سرخ لوہیا مٹی تقریباً ... ٹن اور زرد لوہیا مٹی ۲۰۰۰ ٹن ہے۔ مختلف مقاموں سے جو نمونے وصول ہوئے ان کو تجربہ کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ کام دے رہے ہیں۔ رنگ سازی، رقعی رنگ، سفال گری اور مختلف اغراض کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔

### صنعتوں کی امداد

سرشتہ کی دوسری سرگرمیاں حسب ذیل ہیں۔
محکمہ صنعت و حرفت، انجمن رسد کی مجلس، مجلس تحقیقات سفال گری، مجلس صنائع قومی، رہ پبلک کی دوسری صنعتی کمپنیوں نے بہت سے فنی استفسارات کئے جاتے ہیں اور محکمہ کی ان کے جوابات دیتا ہے۔

محکمہ کا ارضیاتی نقشہ جس سے کام کی رفتار ظاہر ہوتی ہے تاریخ تکمیل تک مکمل کیا گیا۔

جو نمونے تحقیق میں جمع ہوتے تھے یا شناخت کے لئے وصول ہوتے تھے تحلیل اور پیمائش وغیرہ میں ان کی جانچ کی گئی جس میں چند دل اور نمونوں کے ماکرو دیکشن کا بھی مطالعہ کیا گیا۔

سائنسی مفاد کی مانند وہ معدنیات، تعمیری پتھر، تصویریں، نقشے، خاکے اور نمونے، نمائش مصنوعات ملکی حیدرآباد میں نمائش کی غرض سے رکھے گئے تھے۔ اس شعبہ نے لوگوں میں عام دلچسپی پیدا کر دی اور پبلک میں جو لوگ اس سے دلچسپی رکھتے تھے انہوں نے بہت سے استفسارات کئے۔

انڈکس کارڈ وغیرہ کے ساتھ نمونے، ناظم صاحب محکمہ زراعت کے پاس بھیجے گئے تاکہ اور نگ آباد میں گودا وری ڈیویژن کے مالاخانہ زرعی تجربات میں رکھے جائیں۔

### کتب خانہ و مطبوعات

ارضیات سے متعلق ۱۴ کتابیں خریدی گئیں۔

۲۵۵ مطبوعات ہندوستان اور بیرون ہند سے سرشتہ واری رسالوں کے تبادلہ میں وصول ہوئیں۔ حیدرآباد کے ارضیاتی رسالوں کی کئی کاپیاں فروخت ہوئیں اور بہت سی تبادلہ کے طور پر تقسیم کی گئیں۔ ارضیاتی رسالہ کی جلد چہارم حصہ اول کی طباعت مکمل کی گئی۔

انڈین سائنس کانگریس ۱۳۵۵ف بنارس میں منعقد ہوئی تھی۔ اس موقع پر سرشتہ نے حسب ذیل موضوعوں پر مقالات روانہ کئے۔

۱۔ اشکال گری ذرات وقار آباد میں بدولت دکن کی آتش فشانی چٹانوں کے اندرونی حصوں میں مخصوص مواد کا وقوع۔

۲۔ چیچولی ضلع گلبرگہ کے حصوں میں دکن کی آتش فشاں چٹانوں کے اندر کھونڈ کی مٹی۔

۳۔ ہندوستان میں عجائب خانوں کی اصلاح کی طرف عملی اقدام

۴۔ کھمالی نام ضلع نلگنڈہ میں۔

---

## انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس

### اوزان فروشی کی دوکانیں قائم کی جائیں گی

انجمن انسداد قلت و گرانی اجناس کا ایک جلسہ راجہ بہادر دھنگر رام ریڈی کی صدارت میں کل شام منعقد ہوا جس میں طے کیا گیا کہ غلی اور نادار مسلمین کے لئے جو ارزانی روپیہ فی سیر فروخت کرنے کو انتظام انجمن کی طرف سے پانچ خصوصی دوکانوں کے ذریعہ کیا جائے اور یہ بھی طے کیا گیا کہ حیدرآباد میں سے غلہ کی ضرورت کے لئے جو ہر چار ماہ کی ضرورت ہوتی ہے انجمن کو تجویز کیا گیا ہے کہ اس سے کوئی نقصان ہوگا اس سلسلہ میں سرمایہ فراہم کرنے کی تجویز کی گئی اور اس کی مزید [illegible] ہو گئے ہیں۔ [illegible]

# یورال کے اُس پار

## سوویٹ روس کی طاقت کا راز

از

ایلین گلینڈ

روس پر نازی حملہ سے قبل بہت کم لوگ ایسے تھے جنہوں نے سوویٹ یونین کے ان وسیع مقبوضات میں دلچسپی لی ہو جو یورال کی پہاڑیوں اور مشرق بعید کی سرحد کے درمیان واقع ہیں۔ لوگ مبہم الفاظ میں ولاڈی واسٹک کا ذکر ضرور کیا کرتے تھے اور کبھی کبھی سائبیریا کے شہروں اور سنکیانگ کے غیر روسی نام بھی ان کی زبان پر آ جاتے تھے۔ لیکن اس سے زیادہ کبھی کسی شخص نے ایشیائی روس کے متعلق دھیان دینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔

روسیوں نے خود بھی یہی مشہور کر رکھا تھا کہ ایشیائی روس غیر اہم ہے۔ کیونکہ روسی چاہتے تھے کہ وہ اپنی بیشتر توجہات اس علاقہ پر مرکوز کر دیں۔ روسی یہ بھی جانتے تھے کہ ان کی سکیمیں اگر بیرونی دنیا پر ظاہر نہ ہوں تو ان کی تکمیل بہتر طریق پر ہو سکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے سائبیریا کی سیاحت کرنے والوں کے لئے یہ حکم نافذ کر رکھا تھا کہ وہ ماسکو اور ولاڈی واسٹک کے درمیانی مقامات میں قیام نہیں کر سکتے۔ رفتہ رفتہ سیر کرنے والوں کے لئے انہوں نے یورپی روس کی سیاحت گاہیں کچھ اس طریق پر مرتب کر دی تھیں کہ سیاح کی جغرافیائی معلومات یکسر بیکار ہو کر رہ جاتی تھیں اور اسے یقین ہو جاتا تھا کہ روس یورال کی پہاڑیوں کے قریب ختم ہو جاتا ہے۔

لیکن روس کے اندر ہر شخص کی نگاہیں مشرق کی طرف لگی ہوئی تھیں ہر شخص کہہ رہا تھا ہمیں ایشیائی روس کی طرف توجہ دینی چاہئے۔ اس قسم کے فقرے اتنے کثیر مواقع پر میرے سننے میں آئے کہ یہ گفتگو میرے لئے ایک اچھا خاصا موضوعی تمرین کر رہ گئی مجھے محسوس ہونے لگا کہ روس کی عظمت اور سربلندی کے تمام تر راز سائبیریا اور ترکستان کے میدانوں میں مضمر ہیں۔

وانگا کنارے کے شہروں کازان اور سٹالن گراڈ کو دیکھ کر میرا یہ یقین اور بھی پختہ ہو گیا۔ چنانچہ جب مجھے اس علاقے میں داخل ہونے کا موقعہ میسر آیا جس پر مجھے روس کا دل ہونے کا گمان تھا تو میں نے پورے شوق اور جوش سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔

اپنے سفر کی نوعیت کے متعلق ابھی تک میں کوئی واضح تصور قائم نہیں کر سکی تھی کہ میں سورڈلووسک پہنچی میرا خیال تھا کہ یہ شہر بھدا اور ناہموار قسم کا ہوگا۔ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دوسرا عالم دیکھا۔ وہی تمام بڑی عمارات وہی نوع کے مزدور رہا کرتے تھے اسی قسم کے ہوادار مکان اور اسی طرز کے جدید انتظامات محنت کو کم سے کم بنانے کی روح پیدا بھی کار فرما تھی۔ بیکار وقت میں لوگ سیرگاہوں میں جمع ہو کر ماسکو سے نشر کئے ہوئے ساز و نغمہ سے لطف اندوز ہوتے تھے۔ بہت سے سکولوں میں روسی نوجوان سورڈلووسک کی صنعت و تجارت میں شامل ہونے کی غرض سے انجینئرنگ کی تربیت حاصل کر رہے تھے۔

میں نے روس کے جتنے بھی شہروں کی سیاحت کی تھی ان میں فیکٹریاں، ریلوے لائنوں اور تعمیر کے دوسرے کاموں میں عورتوں کو مردوں کے دوش بدوش کام کرتے پایا تھا۔ کئی بار مجھے ایسا بھی محسوس ہوا تھا جیسے ان میں سے بعض عورتیں اپنی جسمانی استطاعت سے زیادہ کام کرنے کی کوشش کر رہی ہوں۔ کیونکہ ان میں سے کئی ایک عورتیں جنکی عمر تیس برس سے زیادہ نہ ہوگی جھکی سی اور ادھیڑ دکھائی دے رہی تھیں لیکن سورڈلووسک پہنچکر مجھے محسوس ہوا کہ وہاں کی عورتیں مشکل ترین کاموں کو نہایت آسانی سے سرانجام دے سکتی ہیں۔ شہر میں جو منظر مجھے سب سے پیارا لگتا وہ صبح کے وقت گول گول کندھوں والی عورتوں کی قطاروں کے فیکٹریوں کی طرف جانے کا نظارہ تھا۔ ان کے چہرے روشن اور آنکھیں پاکیزہ تھیں اور فیکٹریوں کی طرف جاتے ہوئے ان کے ہونٹوں پر تبسم کھیلتا رہتا تھا۔ ایک بار جب میں نے ان میں سے دو ایک کو جھجکتے ہوئے کہا۔ "تمہارا کام غیر معمولی طور پر سخت دکھائی دیتا ہے" تو انہوں نے سمجھا کہ میں مذاق کر رہی ہوں۔

سورڈلووسک میں میرے قیام کی مدت بہت جلد ختم ہو گئی اور مجھے پتہ اس وقت لگا۔ جب میرے ولاڈی واسٹک جانے کا دن آ پہنچا۔ سائبیریا پار کے اس سفر کی تکلیفات اور صعوبتوں کے متعلق میں نے بہت کچھ پڑھا اور سن رکھا تھا۔ چنانچہ میں نے روانگی سے قبل پندرہ روز کے کھانے پینے کا سامان خرید کر ڈبوں میں بھر لیا۔

سات روز کی مسافت کے بعد میں مشرق بعید کی روسی بندرگاہ پہنچ گئی۔ سامان خورد و نوش سب کا سب جوں کا توں پڑا تھا۔ سائبیرین ٹرینوں کو میں نے انتہائی آرام دہ ذریعہ سفر پایا۔ ان ٹرینوں میں وہ تمام سہولتیں موجود تھیں جو کسی ملک میں ریلوں کے ڈبوں میں میسر آ سکتی ہیں۔ جس بنچ پر مجھے جگہ ملی وہ ایک چار نشستی سیٹ تھی۔ میرے ساتھ کی سیٹوں میں سے ایک پر ایک منگول کپتان، دوسری پر ایک لیڈی ڈاکٹر اور تیسری سیٹ پر تعلیمی ٹیکنیک کا ایک انجینئر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ لوگ سب کے سب ملنسار، مہذب اور خوش اخلاق تھے اور ان لوگوں میں سے واضح ہوتے تھے جو دوسروں کے مختلف امور کی تشریح کرنے میں بوجھ کی بجائے مسرت محسوس کرتے ہیں۔ صبح سب سے پہلے ہمیں چائے دی جاتی تھی اور اس کے بعد نہانے دھونے کے لئے گرم پانی۔ نہا دھو کر ہم سب کھانے کے کمپارٹمنٹ میں چلے جاتے۔ جہاں ہمیں ناشتہ کے لئے مچھلی، انڈے، مکھن، ڈبل روٹی اور مختلف اقسام کے شیرینی اور تازہ پھل دئے جاتے واپس آ کر ہم لوگ خوش گپیاں کرتے ہوئے ٹرین میں ادھر ادھر گھومتے رہتے اور نئی نئی واقفیتیں پیدا کرنے میں مصروف رہتے۔ یا شطرنج وغیرہ کھیلنے میں لگ جاتے۔ مجھے کبھی کوئی بازی جیتنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ تاہم ان کھیلوں کے متعلق میں نے کافی معلومات حاصل کیں۔ دوپہر کا کھانا صبح کے ناشتے سے بھی زیادہ پرتکلف اور مقوی ہوتا تھا۔ کھانوں کی فہرست اس درجہ طویل ہوتی تھی کہ لوگوں کو شام تک برآمدوں میں ٹہلتے رہنا پڑتا تھا کہ دوپہر کا کھانا ہضم ہو کر شام کے کھانے کے لئے گنجائش پیدا ہو سکے۔

موجودہ دور میں جب کہ روس میں کھانے پینے کی تمام چیزیں راشن ہو رہی ہیں۔ اکثر اوقات مجھے تاسف بھرے شوق سے سائبیرین کھانوں کا خیال آتا ہے۔ میرے وہ دوست جنہوں نے مجھے سائبیریا کے سفر کے متعلق طرح طرح کی ہولناک کہانیاں سنائی تھیں۔ ان کے متعلق میں فیصلہ نہیں کر سکی کہ وہ مجبوراً جھوٹ بولتے تھے یا ان کے دماغ میں خلل تھا۔ جہاں تک میرے تجربہ کا تعلق ہے سائبیریا کا سفر میری زندگی کا پُرلطف ترین سفر تھا۔ ہمارے بستر ہمیشہ سفید ہوتے اور روز انہیں صاف کیا جاتا تھا اور ہمیں ننھے مرغوں کی طرح خوراک دی جاتی تھی۔ چائے کے گلاس اور سوپ کی پلیٹیں جو ہم نے اس سفر میں ختم کیں ان کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہوگی۔ اس میں شک نہیں کہ کسی روز ہمیں صبح سات بجے ہی ناشتہ مل جاتا تھا اور کسی دن دوپہر تک انتظار کرنا پڑتا تھا لیکن وقت کی یہ اتفاقی عدم پابندی روسیوں کی بے غرض محبت اور شفقت نہ رہنے کے باعث محسوس تک نہ ہوتی تھی۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ ماسکو کی طرف جانے والی سامان جنگ سے لدی ہوئی گاڑیوں کو رستہ دینے کے لئے ہماری ٹرین کو کسی سٹیشن پر دو دو گھنٹے تک رکے رہنا پڑتا۔ لیکن جیسا کہ میں نے پہلے بیان کیا یہ چیزیں اتنی غیر اہم تھیں کہ کسی پر گراں نہ گزرتی تھیں۔ سٹیشنوں پر ہم لوگ ٹرین سے اتر جاتے تھے اور بیت خانوں پر پہنچ کر وہاں جگہ جگہ رہتے مزدور جاتے پہنچے اور میدانوں میں ابھرتے ہوئے ان جدید شہروں کو دیکھ کر تعریف اور تحیر کا اظہار

بقیہ صفحہ (۱۰)

# سیاسی نمک پارے

از

## کشاف

جو لوگ یہ کہتے رہتے ہیں کہ حیدرآباد میں پبلک جلسوں پر قیود و دربندشوں کی وجہ سے جلسے نہیں ہوتے انہیں یہ جان کر حیرت ہوگی کہ پچھلے چند مہینوں میں حیدرآباد میں سو سے زیادہ جلسے اور کانفرنسیں منعقد ہوئیں۔ (صوفانت)

اور ستم ظریفی تو یہ ہے کہ یہ شکایت اکثر جلسہ عام اور کانفرنسوں ہی میں کی جاتی ہے۔

---

"ٹائمز آف انڈیا" میں ایک مراسلہ نگار نے تحریر کیا کہ "وقت آگیا ہے کہ بمبئی کے سینما دیکھنے والے اُن گندہ حالات کے خلاف احتجاج کریں جو اکثر اُن بڑے سینما گھروں میں پائے جاتے ہیں جہاں بدیسی فلم دکھائے جاتے ہیں۔ نشستوں میں کٹمل بھرے ہوئے ہیں اور فرش پر چوہے دوڑتے رہتے ہیں۔ کھیل کے دوران میں چوہوں نے ایک تماشہ دار کی جیب کترلی جس میں کچھ چاکلیٹ تھے ایسے حالات صحت عامہ کے لئے خطرناک ہیں۔"

حیدرآباد عصر جدید کی ان برکات سے محروم ہے کیونکہ بقول پنڈت جواہرلال نہرو کے وہ ابھی قرون وسطیٰ کے دور سے گزر رہا ہے۔

---

صدر منتقبہ میلاد کانفرنس اطلاع دیتے ہیں کہ۔۔ "روزنامہ (؟) کے سیف کے اداریہ "تو نگٹ" مورخہ ۸ امرداد کے نمک پاروں میں میلاد کانفرنس کے سلسلہ میں سپاس نامہ پیش کئے جانے پر جو اعتراضات کئے گئے ہیں وہ غلط فہمی پر مبنی ہیں ...... قائد ملت کی خدمت میں مسلم نوجوانان کی جانب سے جو سپاس نامہ پیش کیا جارہا ہے وہ میلاد کانفرنس کے بالکلیہ برخاست کے بعد پڑھا جائے گا۔"

"بالکلیہ برخاست" کا مفہوم جب ہماری مسلسل کوشش کے باوجود سمجھ میں نہیں آیا تو ہم نے اس معاملہ کو ایک ایسے صاحب سے رجوع کیا جو صدر منتقبہ میلاد کانفرنس کے رازدار دوست سمجھے جاتے ہیں۔ انھوں نے ہمیں سمجھایا کہ جب میلاد کانفرنس ختم ہوجائیگی اور لوگ اپنے اپنے گھروں کو واپس ہوجائیں گے، مسلم نوجوان بھی رخصت ہوجائیں اور میدان میں ہر طرف سناٹا چھا جائے گا تب قائد ملت کی خدمت میں سپاس نامہ پڑھا جائے گا۔ اس توضیح کے بعد ہماری "غلط فہمی" دور ہوگئی اور ہم اپنا اعتراض واپس لینے پر مجبور ہوگئے۔

---

"دکن کرانیکل" خبر رساں ہے کہ:-

"مسٹر سرینواس (؟) ناٹک صدر مہاراشٹرا کانفرنس عنقریب ایک پریس کانفرنس طلب کرنے والے ہیں جس میں وہ مہاراشٹرا کانفرنس کے حالیہ سالانہ اجلاس سے متعلق اپنے تاثرات بیان کریں گے اور سوالات کا جواب دیں گے۔"

اب ہمیں یقین آگیا کہ مسٹر سرینواس ناٹک واقعی لیڈر ہیں۔ اور یہ اصول بھی ہم سمجھ گئے کہ جو شخص لیڈر بننا چاہے اُسے ایک مرتبہ پریس کانفرنس ضرور طلب کرنی چاہئے۔ ہم اس کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے بے چین ہیں بشرطیکہ یہ بجائے بیگم پیٹھ کے گوئی گوڑہ میں منعقد کی جائے۔

---

ریاست ٹراونکور میں سو سرکاری ملازمین کو معطل کردیا گیا ہے جو حکومت کے محکمہ سپلائی و اناج کی نگرانی کے کام پر مقرر تھے کیونکہ انھوں نے چند ماہ کے اندر ہی بہت سی جائدادیں خریدی ہیں یا وہ سرو(ن) کی رہن رکھی ہیں۔ ان کے خلاف عائد کردہ الزامات کی تفتیش ہورہی ہے۔ (ایک خبر)

اس خبر کو پڑھتے ہی ہمیں خیال ہوا تھا کہ انسداد رشوت ستانی کی "مجوزہ" کمیٹی کی توجہ اس جانب مبذول کرائیں لیکن غور کرنے کے بعد اس خیال کو ہم نے ترک کردیا کیونکہ بفضل خدا ہمارے ہاں ایسے سرکاری ملازمین ہیں ہی نہیں جو اپنے نام سے جائداد خریدتے یا رہن رکھتے ہوں۔

---

قائد اعظم مسٹر جناح ان دنوں کراچی میں ہیں وہاں سے آپ کی مصروفیتوں کی جو خبریں آرہی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ وہاں آرام لینے کی غرض سے نہیں بلکہ ملت اسلامیہ کے لئے خاص کام انجام دینے کے لئے گئے ہیں۔ (ترجمان ملت)

ہمیں اب تک اس خبر کا انتظار ہے کہ مسٹر جناح نے قائد ملت سے کب اور کہاں ملاقات کی اور کیا مشورے ہوئے۔

---

باب حکومت میں ایک عالم کی ضرورت
(ترجمان ملت کے اداریہ کی سرخی)

اس اداریہ کی اشاعت کے بعد سے عامۃ المسلمین میں قیاس آرائیاں ہورہی ہیں اور اس خدمت کے لئے علامہ رشید ترابی کا نام لیا جارہا ہے۔

اگر اور نام ہمارے سننے میں آئیں تو ناظرین کو بروقت مطلع کیا جائے گا۔

---

سیاری کپڑا اگست میں آئے گا۔ (ایک سرخی)
اگست ۱۹۴۷ء میں نہیں تو اگست ۱۹۴۸ء میں آنا ضروری ہے۔

---

"دکن نیشنل پریس" کی اطلاع ہے کہ۔ انجمن طیلسانین عثمانیہ اور انجمن طلبائے قدیم کے انضمام سے متعلق ڈاکٹر رضی الدین صدیقی نے جو تحریک پیش کی تھی اس پر غور کرنے کے لئے انجمن طیلسانین کا ایک جلسۂ عام ۱۰ امرداد کے اواخر میں بمقام ... زیر صدارت جمعیت اتحاد باہمی منعقد ہوگا۔

ہمیں ان حضرات سے دلی ہمدردی ہے جو ڈاکٹر رضی الدین کی مقبولیت سے فائدہ اٹھا کر انجمن طیلسانین عثمانیہ کو ختم کرنے کی کوشش کررہے ہیں اور اس کوشش میں خود ڈاکٹر رضی الدین کی مقبولیت کو نقصان پہونچارہے ہیں۔

---

قائد اعظم مسٹر جناح طیارہ کے ذریعہ کوئٹہ جائیں گے (ایک خبر)

اب قائد ملت کے لئے ضروری ہوگیا ہے کہ وہ طیارہ کے ذریعہ کابل جائیں۔

---

# زائد نفع اندوزی پر ٹیکس عائد کیا جائے گا

## حکومت سرکار عالی کا کمیونکے

حالیہ جنگ کے ستمبر ۱۹۳۹ء میں آغاز کے ساتھ ہی اشیاء کی قیمتیں بہ عجلت شروع ہو گئیں اور جیسے جیسے یہ جنگ زور پکڑتی گئی قیمتوں میں اضافہ ہوتا گیا۔ بیرونی ممالک کی کمیابی کے باعث ملکی چیزوں کی قیمتیں اتنی بڑھ گئیں کہ آج تک کبھی نہیں بڑھی تھیں۔ اشیائے ضروریات جیسے کہ غلہ، پارچہ کی قیمتوں میں کثیر اضافہ ہو گیا اور اب ہر شخص کو ان اشیاء کے لئے جن کے بغیر چارہ نہیں کثیر قیمتیں ادا کرنی پڑتی ہیں۔ یعنی بالفاظ دیگر اوسی قدر رقم کے معاوضے میں اب سامان کی کم مقدار دستیاب ہوتی ہے۔ یہ وہ مشکلات ہیں جنہیں سارے ہی اور بالخصوص وہ لوگ جن کی آمدنی مقررہ ہے اپنے آپ کو مبتلا پاتے ہیں۔ عوام کی مصیبت (جیسا کہ وہ ہمیشہ ہی ہے) قریب ہے اور موجودہ واقعات نے ان کی حالت کو اور بھی ابتر کر دیا ہے۔ اس جنگ نے اکثریت کی آمدنی کو وہیں رکھا جہاں پہلے تھی بلکہ موجودہ گرانی نے ان کی روزی کے جدوجہد کے مصائب میں اضافہ کر دیا۔ نیز ایسا طبقہ بھی ہے جس میں کم مواجبی ملازمین سرکار، غیر سرکاری ملازمین، پنشنرز، صناع، دیہاتی دستکار وغیرہ شامل ہیں جن کی موجودہ آمدنی میں مقابلہ اوسط آمدنی قبل جنگ کوئی خاص اضافہ نہیں ہوا۔ ان لوگوں کو اگرچہ کہ اوسط درجہ کی آمدنی ہوتی ہے تاہم ان کی حالت اتنی ابتر ہے کہ جتنی پہلے کبھی نہ تھی کیونکہ وہ محسوس کرتے ہیں کہ اون کی موجودہ آمدنی اس قدر مال خریدنے کی کافی نہیں ہوتی جتنی کہ جنگ سے پہلے کی آمدنی تھی۔ یہ تمام لوگ اپنی آمدنی کا بیشتر حصہ اشیائے احتیاج کے ہی خریدنے میں صرف کرتے ہیں۔ اور اس جنگ کی وجہ سے معمولی ضروریات زندگی کے خریدنے میں بسر ہو کرنے پر مجبور ہیں۔ اس طرح سے غریب تر اور نیچے کے اوسط طبقے کے لوگ حالات جنگ کی وجہ سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ لیکن ایک چھوٹا طبقہ ایسے لوگوں کا ہے جن کی آمدنی میں غیر معمولی اضافہ ہوا ہے۔ ان کے نفع قیمتوں میں اضافے کے معنی منافعوں میں اضافہ ہے۔ اس لئے کہ یہ دعوا ہے جب کہ اشیاء کی مانگ تیز اور بہت سے جنگ کے پیدا کردہ حالات سے فائدہ اٹھا کر کاروباری کثیر دولت جمع کر رہے ہیں۔ اس وقت وہ ایک قابل رشک حالت میں ہیں۔ یہ ان لوگوں کی تجارت کے غیر مستقل حالات کی وجہ سے رقم کیا ہوا مال ان کی نمائی ہوئی اشیاء سے مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مختلف قسم کے سامان کی سربراہی سے کہ مقامی حکومت مملکت ہر ایک کی مانگ پوری کرے وہ اشیاء جن کی ضرورت سامان جنگ کے لئے ہوتی ہے۔

اکثر صورتوں میں یہ وہی اشیاء ہیں جو روزمرہ کی زندگی میں عوام کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے کہ یہ اہم اشیاء خوردنی اور پارچہ ہیں جن کی ضرورت ناگزیر ہے۔ اس طرح ہر قسم کے سامان کی مانگ انتہائی درجہ پر پہنچ چکی ہے۔ بنانے والے اور فروخت کنندہ دونوں کے لئے مشکل ہو گیا ہے کہ اس غیر معمولی مانگ کو پورا کر سکیں اگرچہ کہ وہ زیادہ اور بہت زیادہ بنا رہے ہیں۔ نتیجہ دہی ہے جس کی توقع کی جا سکتی ہے یعنی قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ اور عوام کاروباریوں کے رحم و کرم پر جو اپنی خاص پوزیشن سے کافی فائدہ اٹھا رہے ہیں ان کے لئے دولت مند بننے کا یہی وقت ہے اور وہ خاص احتیاط کر رہے ہیں کہ اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ یہ وہ حالات ہیں جس میں زمانہ جنگ میں کثیر منافع کمائے جا رہے ہیں۔ ملک کا غریب طبقہ پیچ و تاب کھا رہا ہے کہ ارزاں فروشی کی دکانیں کھولی جائیں جہاں غلہ بازار سے کم نرخ پر فروخت ہو۔ کوئی ایسی اسکیم جو کم مواجبی ملازمین سرکار، وظیفہ خواران، معاش داران اور غریب تر طبقے کے لئے مزید امداد یا ستا غلہ دینے کی صورت میں جو مرتب کی جائے تو اس کے لئے کثیر رقم کی ضرورت ہوگی جس کی گورنمنٹ کے موجودہ محاصل سے پابجائی نہیں ہو سکتی۔ اس خصوص میں تجویز مہر آور وہ مقامی اخباروں اور بیرونی اداروں نے یہ مشورہ دیا ہے کہ جنگ کے پیدا کردہ حالات کی وجہ سے ملک کا وہ طبقہ جو دوسروں کے نقصان سے خود فائدہ اٹھا رہا ہے مجبور کیا جانا چاہئے کہ اس بوجھ کا کچھ حصہ جو گورنمنٹ پر پڑ رہا ہے خود برداشت کرے۔ اور برٹش انڈیا کے ٹیکس زائد نفع اندوزی کے مماثل ایک ٹیکس حیدرآباد میں بھی نافذ کیا جائے جس کی آمدنی بالکلیہ کم مواجبی ملازمین اور عوام کے غریب تر طبقے کی امداد میں صرف کیا جائے۔

ان جملہ حالات کی حکومتیں جو جنگ سے متاثر ہوئی ہیں وقت کے تقاضے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی محسوس کرتی ہیں۔ بعد حکومت کی منظوری حضرت اقدس و اعلیٰ تجویز ہے کہ ممالک محروسہ سرکار عالی میں ٹیکس زائد نفع اندوزی نافذ کیا جائے۔ وہ مسودہ قانون جس پر مجلس وضع قوانین غور کرے گی پبلک کی اطلاع کے لئے جریدہ غیر معمولی میں شائع کیا جا رہا ہے۔ اس مسودہ قانون میں یہ تجویز ہے کہ زائد نفع پر تجارت کے معمولی منافع پر

نہیں یا ٹیکس عائد کیا جائے۔ جاگیرداروں اور زمینداروں کی زرعی آمدنی اور وکلاء، ڈاکٹرز، حکیموں وغیرہ کی آمدنی ملازمین سرکار کی تنخواہیں اور دیگر ملازمین کی اجورات پر یہ ٹیکس نہیں عائد کیا جائے گا۔ جائداد اکمند یا منافع اور کاموں میں لگائے ہوئے سرمایہ کی آمدنی بھی اس ٹیکس سے مستثنیٰ رہے گی۔ یہ اسکیم صرف تجارت و کاروبار سے متعلق ہوگی اور ان میں بھی ایسے منافعے جو چوبیس ہزار سالانہ سے کم ہوں قابل ٹیکس نہ ہوں گے۔ اگر کسی کاروبار کا معمولی منافع زمانہ ماقبل جنگ میں چوبیس ہزار سے زاید ہونا پایا جائے تو استثنائی حد کو اور بڑھا دیا جائے گا اور صرف اس مقدار پر جو ایسے معمولی منافعے سے زائد ہو ٹیکس عائد کیا جائے گا۔ اس طرح ٹیکس صرف ایسے زائد منافع پر ہوگا جو کسی معین کردہ معیار سے زائد ہو۔ ٹیکس ادا کنندہ کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سنین ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ف میں سے کسی سال کا انتخاب کرے جس میں کہ اس کو سب سے زائد منافع حاصل ہوا ہو۔ جدید کاروبار کی صورت میں معیاری منافع کا حساب لگانے کے لئے سرمایہ کاروبار پر ایک مقررہ شرح فیصد لگائی جائے گی جس کی شرح کمپنیوں کے لئے دس فیصد اور دوسرے کاروبار کے لئے بارہ فیصد ہوگی۔ جس عرصہ میں کہ قانون نافذ رہے جملہ منافع کی مقدار پر ٹیکس زائد نفع اندوزی عائد کیا جائے گا۔ اگر کسی سال کو منافع ماقبل جنگ کے کسی سال کے معیاری منافع سے کم ہو تو ایسی کمی کی بابتہ منہائی کسی دوسری مدت کے زائد نفع میں سے دی جائے گی۔ زائد نفع میں سے چالیس فیصد کا مطالبہ ٹیکس کی بابتہ اور بیس فیصد امانت کی بابتہ ہوگا۔ رقم امانت کسی وقت بھی موجودہ جنگ کے ختم ہونے کے تین سال بعد مع سود سادہ بشرح دو فیصد قابل واپسی ہوگی۔ یہ امانتی اسکیم اس قانون کی ایک نمایاں خصوصیت ہے کہ ایسی لازمی بچت زمانہ مابعد جنگ میں صنعتوں اور کاروباروں کی ترقی کے لئے حاصل رہے گی۔

مجوزہ ٹیکس حیدرآباد کے خاص حالات، ضروریات و موزونیت کے لحاظ سے مرتب کیا گیا ہے۔ جہاں برطانوی ہند کی طرح انکم ٹیکس کا نفاذ نہیں ہے۔ اس قانون میں جو تجاویز مرتب کئے گئے ہیں وہ ایسے ہیں کہ جن سے ٹیکس زائد نفع اندوزی کا نفاذ بلا انکم ٹیکس ہو سکے۔ یہاں کی شرح ٹیکس برٹش انڈیا کے مقابلے میں بہتر ہے۔ مثلاً ایک کمپنی جس کی آمدنی ایک لاکھ ہو اور معیاری منافع چالیس ہزار ہو تو ایسی کمپنی کو برٹش انڈیا میں مجموعی طور پر انکم ٹیکس اور ٹیکس زائد نفع اندوزی کی بابتہ (۲۵،۱۱۷) روپے ادا کرنے ہوں گے۔ برخلاف اس کے (۳۲،۰۰۰) روپیہ بابتہ ٹیکس زائد نفع اندوزی اور امانتی کے جو حیدرآباد میں ادا طلب ہوگا۔ اگر دونوں حکومتوں کی امانتی رقومات جو واپس طلب ہوں گی نظر انداز کر دی جائیں تو کمپنی پر وہ ذمہ داری کی جو صرف ٹیکس کی ہوگی وہ برٹش انڈیا میں (۵۰،۱۲۵) کی

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۱)

# مسائل امن

بقیہ سلسلہ صفحہ (اول)

اور بالخصوص ہندوستان سیاسی مسائل سے زیادہ ان معاشی مسائل کی طرف توجہ کرے گا جو جنگ کے نتیجہ کے طور پر پیدا ہوں گے۔ معاشی مسائل جنگ کی پیداوار ہوں گے اور جنگ کے نتائج فوری توجہ کے محتاج ہوتے ہیں۔ سیاسی مسائل کو ملتوی کیا جاسکتا ہے لیکن معاشی مسائل کا التواء تباہی کا باعث ہوتا ہے۔ پٹہ اور قرضہ کے نتائج کیا ہوں گے جس کے تحت امریکہ نے متحدین کو اسقدر قرضہ دیا ہے۔ ہندوستان کی مرکزی حکومت ان کثیر التعداد بیروزگاروں کا کیا انتظام کرے گی جو جنگ کے بعد پیدا ہوں گے۔ ہندوستان میں معاشی اور سماجی مسائل بری طرح الجھ گئے ہیں۔ جس کا نتیجہ بہت خطرناک ہوگا۔ مثلاً افواج کی ایک بڑی تعداد جو فوج میں بھرتی ہوئی ہے پست اقوام سے تعلق رکھتی ہے جو اکثر دیہاتوں سے ہیں۔ اقوام یا اچھوت نوجوانوں کی ایک بڑی تعداد جنگ پر گئی ہے۔ وہ اپنے والدین کے پاس کافی روپیہ ہر ماہ روانہ کر رہے ہیں۔ دیہاتوں میں ان ہی مزدوروں کی تعداد کافی کثرت میں ہے۔ ایک مفلس اچھوت کی جیب میں آج کچھ پیسہ ہے۔ جب جنگ کے بعد یہ نوجوان اچھوت اپنے دیہاتوں کو واپس آئیں گے تو کیا وہ ان ہی روایتی پیشوں میں جن پر وہ کرتے تھے یا وہ اپنے حقوق کا ادعا کریں گے جس سے دیہی تنازعات اور سماجی جھگڑے برپا ہوں گے۔ ان صنعتوں کا کیا حشر ہوگا جو دوران جنگ میں شروع ہوئی ہیں۔ گزشتہ جنگ میں جو صنعتیں شروع ہوئی تھیں وہ جنگ کے بعد ختم ہو گئیں۔ کیا ہندوستان اور دیگر نوآبادیات یورپ کے لئے پیداوار خام مہیا کرتی رہیں گی۔ اگر ایسا ہے تو اس اعلان کا کیا حشر ہوگا کہ تمام ممالک کو بلند ترسطح پر لایا جائے گا۔ ان کو معاشی اور سیاسی حق خود ارادیت دیا جائے گا۔ اور کسی ایک فریق کو نقصان پہنچائے بغیر یہ معاشی مسائل کس طرح حل کئے جائیں۔

محکوم قوموں کی معاشی وسعت پر ولی لیفنڈ

ایک مثال پیش کرتا ہے جیسا کہ انڈونیشیا میں اس کی تاریخ سے ثابت ہے۔ ان جزائر پر جاپان کے قبضہ کے بعد ہالینڈ کے وزیر اعظم نے فروری ۱۹۴۳ء میں لندن سے ایک نشری تقریر میں اعلان کیا تھا کہ جاپان کو شکست دینا اور اچھی طرح اور سرعت کے ساتھ شکست دینا چاہیئے تاکہ مشرق بعید میں سفید فام اقوام کا وقار بحال ہو جائے۔ یہ ایک مقصد ہے جو ایشیائی اقوام کو خواہ ہندو ہوں یا مسلمان، بدھسٹی ہوں یا عیسائی اپیل نہیں کر سکتا لیکن یہ ایک بدیہی بات ہے کہ ہالینڈ کے وزیر اعظم اور ان افراد کے نزدیک جو ان کے ہم خیال ہیں بحر الکاہل اور مشرق بعید میں جمہوریت کے معنے سفید فام حکومت کے سوا کچھ نہیں لیکن اب یہ روش بدل گئی ہے۔ ہالینڈ کی حکومت نے یہ اعلان کیا ہے کہ ان جزائر پر دوبارہ قبضہ ہونے کے بعد یہاں وفاقی طرز کی حکومت قائم کی جائے گی۔ آیا یہ قلب کی تبدیلی ہے یا صرف پالیسی کی تبدیلی۔ مستقبل ہی اس کو ثابت کرے گا لیکن دانشمندی کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے اعلانات پر احتیاط سے غور کیا جائے۔

مسلم ممالک

مشرق وسطی کے مسلم ممالک بھی ایک مسئلہ ہیں جس کا حل دریافت کرنا ہے۔ ترکی جنگ میں شریک نہ ہوگا لیکن وہ صلح کانفرنس میں شریک ہونا چاہے گا۔ مصر اور دوسرے اسلامی ممالک جنگ میں شریک نہ ہوں گے لیکن وہ مشرق وسطی کے سیاسی و معاشی حق خود ارادیت میں آواز حاصل کرنا چاہیں گے۔ ان تمام ممالک کو امریکہ پر اعتماد ہے کیونکہ امریکہ کو کبھی ان سے سروکار نہیں رہا۔ ان ممالک کی امنگیں کیا ہیں اور ان کو کس طرح پورا کیا جاسکتا ہے۔ اس وقت وہ اتنے آزاد نہیں جتنے وہ جنگ سے پہلے تھے کیا وہ جنگ کے بعد مکمل طور پر آزاد ہو جائیں گے کیا وہ دول جو جنگ میں کامیاب ہوں گے ان ممالک کے کلیدی مقامات کو اپنے قبضہ میں رکھنا نہیں چاہیں گے

ایشیا اور مشرق وسطی کے مسئلہ کی تہ میں

نسلی مساوات کا قدیم ترین مسئلہ کار فرما ہے جس کو امریکہ کے ایک اشتراکی مضمون نگار کے الفاظ میں بجز اسلام کے کسی مذہب یا اخلاقیات نے حل نہیں کیا۔ صرف مسلمانوں میں بلا تمیز نسل و رنگ مساوات پائی جاتی ہے۔ عقل و اخلاقیات اور روحانی نصب العین نسل و رنگ کے چٹان سے ٹکرا کر پاش پاش ہو گئے۔ معاہدہ ورسائی کے وقت اقوام کی مساوات کے مسئلہ کو مسترد کر دیا گیا۔ مسٹر وینڈل ولکی نے جو جنگ کے مسائل پر پریسیڈنٹ روزویلٹ سے زیادہ بیباکی سے غور کرتے ہیں ان اسباب جنگ پر توجہ دلائی ہے اور یہ اپیل کی ہے کہ امریکہ کے حبشیوں کے ساتھ بھی بہتر سلوک کیا جائے۔

اس وقت دنیا ایک اضطراب میں ہے۔ اس کا نتیجہ کیا ہوگا کوئی نہیں کہہ سکتا۔ دستوری مسائل کو کوئی اہمیت حاصل نہ ہوگی جیسا کہ اب سمجھا جاتا ہے۔ معاشی وسعت پذیر مسائل اور معاشی تحفظ بہت زیادہ بنیادی حیثیت رکھتے ہیں اور یقیناً دنیا کے ہر گوشہ پر اس کے دور رس نتائج مرتب ہوں گے۔

متحدین کی فتح سے ایسے حالات پیدا ہوں گے جن کے تحت تاریخ انسانی کے ان مسائل پر غور کرنے کا موقع ہے گا مگر نازیوں کی فتح تمام امیدوں کا خاتمہ کر دے گی۔ متحدین کے نصب العین اور مقاصد عملی اعتبار سے کس حد تک موثر ہوں گے قطعیت کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ نصب العین کا حصول تدریجی ہوتا ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس علاؤ الدین کا کوئی ایسا چراغ نہیں ہے جس کے ذریعہ جادو سے ایک ایسی نئی دنیا پیدا کر دی جاسکے جو ظلم اور بیتی سے پاک ہو۔ بہر حال میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ امریکہ، انگلستان، روس اور چین کا اتحاد بے سود نہ ہوگا بلکہ اقوام عالم کو آزادی اور خوشحالی کی اعلیٰ منازل تک لے جائے گا۔ لیکن کیا یہ اتحاد قائم رہے گا؟

چین میں قوم پرست اور اشتراکی جماعتوں میں جاپان کے خلاف لڑنے کے لئے عارضی اتحاد قائم ہو گیا ہے لیکن جنگ ختم ہونے کے بعد کیا یہ جماعتیں آپس میں نہیں لڑیں گی۔ عام سیاسیات میں روس، چین، امریکہ اور انگلستان تمام امور میں بالکلیہ متفق نہیں ہو سکتے۔ ایک امریکی سفیر نے سوویٹ روس کی نسبت کھلے طور پر شکایت کی ہے کہ متحدین کی دی ہوئی امداد کا روس نے آواز بلند اعتراف نہیں کیا۔

ہندوستان کو مشورہ

ہندوستان کو میرا یہ مشورہ ہے کہ وہ دنیا کی حالت انتشار کو دیکھے اور بہتر یہ کہ متحد ہو۔ ہمارے عقائد اور تنظیم میں اس قدر پھوٹ ہے کہ ہم کچھ حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ اعلان کرتے ہوئے کہ ہم ایک قوم نہیں ہیں اور نہیں ہو سکتے قومی حکومت کی کیوں فکر کی جا رہی ہے۔ نازیوں کو شکست دینے میں مدد دے کر ایسے حالات پیدا کرو جس کا رد عمل ہندوستان کے مستقبل کے لئے بہتر ہو۔ فی الحال اتحاد یہ کا مسئلہ ملک کے لئے بہت اہم ہے۔ معاشی مسائل خواہ وہ دوران جنگ کے ہوں یا مابعد جنگ کے سماج کے ہر طبقہ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ دیہاتی اور شہری کاشتکار اور صناع، تاجر اور عوام سب ان سے متاثر ہوتے ہیں۔ سب کو مل کے اور تباہی کو روکنے کے لئے ہر ممکنہ کوشش کی جانی چاہیے۔ چونکہ ہم میں اسقدر پھوٹ ہے کہ اس وقت قومی حکومت تشکیل دینے کا کوئی موقع نہیں ہے اس لئے موجودہ حکومت سے جس قدر فائدہ اٹھا سکتے ہیں اٹھانا چاہئے۔

قومی اور جنگ نے کسی خاص سیاسی جماعت سے اپنے آپ کو وابستہ نہیں کیا ہے۔ ہر جماعت کے لوگ اور ایسے لوگ جو سیاسیات میں حصہ نہیں لیتے معاشی جنگ کو تیز تر کرنے کے لئے اشتراک عمل کر سکتے ہیں۔ قوم کا مستقبل ہو چکا۔ نازیت کی شکست پر ہے۔ حصول فتح کے لئے اشتراک کا اسقدر ضرورت ہے۔

# اورنگ آباد میں قومی تعمیر کی سرگرمیاں

## ایک لاکھ (۹۳) ہزار کی معافی، ۷۰ ہزار تقاوی کی تقسیم

ضلع اورنگ آباد میں کل ۳۵۵۰۰ پٹہ دار ہیں اور کل زیر کاشت رقبہ ۲۰ لاکھ ۳۰ ہزار ایکڑ ہے۔ پورے ضلع میں ریکارڈ آف رائٹس کا کام مکمل ہو گیا۔ ضلع کی سالانہ مالگزاری ۲۰ لاکھ ۳۰ ہزار روپے ہے۔

۱۳۵۵ف میں بلحاظ قلت پیداوار کے ایک لاکھ ۹۳ ہزار کی معافی دی گئی۔ ۷۰۰۰۰ روپے بطور تقاوی تقسیم کئے گئے اور ۳۵ ہزار روپے تعلقہ جات وجیاپور، کنڑ، پیٹھن اور عنبر میں آب پاشی کی سہولتوں کے لئے منظور کئے گئے۔ تقسیم وجیہ کے مرکزوں کے لئے ۲۰ مواضعات کو منتخب کیا گیا۔ قانون انتقال اراضی کے نفاذ کی وجہ سے ۱۰۴۴۶ ایکڑ زمین ساہوکاروں کے ہاتھوں میں جانے سے بچائی گئی۔

شہر اورنگ آباد میں پبلک کی آسائشوں کے لئے لوکل بورڈ نے مختلف کاموں پر جو رقم خرچ کی وہ حسب ذیل ہے۔

| | |
|---|---|
| حفظان صحت | ۳۰ ہزار روپے |
| آب رسانی | ۲۹ ہزار روپے |
| سڑکوں اور نالیوں کی تعمیر | ۲۳۵۰۰ روپے |
| پبلک روشنی کے لئے | ۹ ہزار روپے |

شہر اورنگ آباد کی آرائش کی اسکیم کے تحت حکومت نے ۵۰ ہزار روپے منظور کئے ہیں۔

جالنہ میں لوکل بورڈ نے جو خرچ کیا وہ حسب ذیل ہے:

| | |
|---|---|
| حفظان صحت | ۲۹ ہزار |
| سڑکوں اور نالیوں کے لئے | ۲۲ ہزار |
| آب رسانی | ۳۱ ہزار |
| پبلک روشنی کے لئے | ۱۱ ہزار |

تعلقہ پیٹھن کو ۵ ہزار اور تعلقہ وجیاپور کو ۵۰۰۰ روپے دئے گئے کہ شہری سہولتوں کی فراہمی کے سلسلہ میں دئے گئے۔ ان دونوں تعلقوں کے مستقروں کی آبادی ۵ ہزار سے زیادہ ہے۔

دیہی علاقوں میں پینے کے پانی کی فراہمی کے لئے ۲۰ ہزار روپے خرچ کئے گئے۔ اورنگ آباد کی عدالت مصالحت جس میں دس غیر سرکاری رکن ہیں ۹۰ کاروباریوں کا تصفیہ کیا جو ۲۰۰۰۰ روپیوں پر مشتمل تھے۔ جالنہ کی مجلس مصالحت نے ۶۰ کاروباریوں کا تصفیہ کیا جو ۴۰۰۰ روپیوں پر مشتمل تھیں۔

بازار کا پورا انتظام اورنگ آباد کی مارکٹ کمیٹی کے سپرد ہے۔ اس کمیٹی میں کچھ زرعی اور کچھ تجارتی نمائندے ہیں۔ بازار میں مختلف اشیاء کے کاروبار کی مقدار حسب ذیل رہی۔

اناج ایک لاکھ ۵۰ ہزار پلے قیمتی ۸۰ لاکھ ۳۰ ہزار روپے، کپاس ۱۲۰۰۰۰ پلے قیمتی ۸۰ لاکھ روپے، روئی کے گٹھے ۲۵ ہزار قیمتی ۳۰ لاکھ ۷۵ ہزار روپے۔

مارکٹ کمیٹی نے تجارت کرنے والوں اور کمیشن ایجنٹوں کو ۲۳۳ اجازت نامے دئے۔ لڑکوں کے لئے ضلع میں مختلف درجوں کے ۲۶۳ مدرسے ہیں۔ اس کے علاوہ مستقر پر ایک انٹرمیڈیٹ کالج بھی ہے۔ طالب علموں کی جملہ تعداد ۱۳۰۸۱ ہے اور تعلیم پر ۳ لاکھ ۲۵ ہزار روپے سے زیادہ صرف ہوئے ہیں۔ ضلع میں تحتانی مدرسوں کی ۳۸ عمارتوں کی تعمیر کا کام مکمل کیا گیا۔ بوائے اسکاؤٹس کی جملہ تعداد ۹۰۰ ہے۔ انٹرمیڈیٹ کالج میں طالب علموں کی جملہ تعداد جس میں ثانوی تعلیم کے طالب علم بھی شریک ہیں ۷۹۲ ہے۔ کالج کے چار اقامت خانے ہیں۔ صنعتی مدرسہ میں ۲۸ طالب علم تجارتی، درزی کا کام، پارچہ بافی، لوہاری اور چمڑے کے کام کی تربیت پا رہے ہیں۔ ضلع میں لڑکیاں تعلیم پا رہی ہیں۔ لڑکیوں کے مدرسوں پر ۱۸ ہزار روپے صرف کئے جاتے ہیں۔

مستقر کے شفاخانہ میں ۳۴ ہزار بیرونی مریضوں اور ۹۰۰ مقیم مریضوں کا علاج کیا گیا۔ اب اس میں ریڈیم کے ذریعہ علاج کا انتظام بھی ہو گیا ہے۔ شفاخانہ میں ۲۵۰۰ عمل جراحی کئے گئے اور ۱۰۴ زچگیوں کی دیکھ بھال کی گئی۔ ۱۳۵۵ف میں چیچک کے ۲۶ ہزار اور ہیضہ کے ۱۸ ہزار ٹیکے دئے گئے۔ نارو کی بیماری کو روکنے کے لئے سیڑھیوں کی ۵ باولیوں میں اوپر سے پانی کھینچنے کا انتظام کیا گیا اور باقی ۱۰۰ باولیوں میں اسی طرح کا انتظام کیا جا رہا ہے۔ سررشتہ صحت عامہ نے ۱۷ دیہاتوں میں حفظان صحت کا انتظام کیا۔ مدرسوں میں معائنہ کے تحت ۷ ہزار لڑکوں اور ۱۰۰ لڑکیوں کا معائنہ کیا گیا۔ یونانی شفاخانوں کا فائدہ ایک لاکھ ۳ ہزار مریضوں نے اٹھایا۔

ضلع میں محکمہ تعمیرات کی سڑکوں کا مجموعی طول ۳۰۵ میل ہے۔ جالنہ اور جعفرآباد کے درمیان پورنا ندی پر ۲۰۰۰۰ کے صرفہ سے دو پل تعمیر کئے گئے۔ محکمہ تعمیرات نے سڑکوں، پلوں اور پبلک عمارتوں کے دوسرے کاموں پر ۷ لاکھ روپے صرف کئے۔

سررشتہ علاج حیوانات نے ۲۰ ہزار جانوروں کا علاج کیا اور ۳ ہزار ٹیکے دئے۔

سررشتہ زراعت نے کپاس کی بہتر قسموں کے بیج تقسیم کئے جو ۳۰ ہزار ایکڑ رقبہ پر بوئے گئے تھے جس کی وجہ کپاس بونے والوں کو ۳۵ ہزار روپے زائد آمدنی حاصل ہوئی۔ موتھن جلی جمعوں اور گنا بونے والوں کو بیج کی آسانیاں دی گئیں۔

ضلع اورنگ آباد میں امداد باہمی کے دو مرکزی شہری اور دیہی بینک ہیں۔ زرعی انجمنوں کی تعداد ۳۵۴ اور تعلیم دیہی کی انجمنوں کی تعداد ۱۷ ہے۔

اورنگ آباد جیل کی صنعتوں میں پارچہ بافی خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ جیل میں دریاں بھی بنائی جاتی ہیں جن سے ۶ ہزار روپے سالانہ وصول ہوتے ہیں۔

محکمہ باغبانی سنتروں اور انگوروں پر تحقیقات کر رہا ہے۔ پھلوں کی پیداوار کے لئے ضلع اورنگ آباد کی زمین بہت موزوں ہے۔ اس سلسلہ میں یہاں بہت کچھ ترقی کی امید ہے۔ شہر اورنگ آباد میں ۷ اور جالنہ میں ۱۳ ٹیلیفون ہیں۔

"اورنگ آباد کا انڈسٹریز امپوریم" ایک مفید ادارہ ہے اور مقامی صنعتوں کی احیاء کے لئے قابل قدر کام انجام دے رہا ہے۔

## متحدہ اقوام کون ہیں

۱۔ حبش (ابی سینیا)
۲۔ آسٹریلیا
۳۔ بلجیم
۴۔ بولیویا
۵۔ برازیل
۶۔ کینیڈا
۷۔ چلی
۸۔ چین
۹۔ کولمبیا
۱۰۔ کیوبا
۱۱۔ چیکوسلاواکیہ
۱۲۔ جمہوریہ ڈومینیکا
۱۳۔ آزاد فرانس
۱۴۔ برطانیہ عظمیٰ اور شمالی آئرلینڈ (برطانوی متحدہ سلطنت)
۱۵۔ یونان
۱۶۔ گوئٹے مالا
۱۷۔ ہائیٹی
۱۸۔ ہانڈوراس
۱۹۔ ہندوستان
۲۰۔ عراق
۲۱۔ لکسمبرگ
۲۲۔ میکسیکو
۲۳۔ نیدرلینڈ (ہالینڈ) (سلطنت نیدرلینڈ)
۲۴۔ نیوزی لینڈ
۲۵۔ نکاراگوا
۲۶۔ ناروے
۲۷۔ پناما
۲۸۔ پولینڈ
۲۹۔ سالوڈور
۳۰۔ جنوبی افریقہ کی یونین
۳۱۔ ممالک متحدہ امریکہ
۳۲۔ روس کی اشتراکی جمہوریت کی یونین
۳۳۔ یوگوسلاویا

# یورال کے اُس پار

(بقیہ سلسلہ صفحہ ۵)

کرتے ہوئے اس سائبیریائی علاقہ کو جو کسی زمانے میں سیاسی مجرموں کا حبس تھا بتدریج نئے روس کی دولت اور پیداوار کے ذخیرے میں تبدیل کر رہے تھے۔ یوکرین کے کھیتوں کو دیکھکر میں نے محسوس کیا تھا کہ روس کے زرعی وسائل بے پایاں ہیں۔ لیکن سائبیریا پہنچ کر مجھے معلوم ہوا کہ یوکرین کے کھیتوں کی حیثیت مطلقاً کاشت گاہوں سے زیادہ وقعت کی حامل نہیں۔

ٹرین میں بیٹھے ہوئے دوستوں کو الوداع کہتے ہوئے مجھے دکھ سا محسوس ہوا۔ خوش قسمتی سے میرے ہم سفر منگول افسر کو بھی ولاڈی واسٹک میں رکنا تھا وہ مجھے اپنے ہمراہ لے گیا۔ اور شہر کی سیر کراتا رہا۔ اس شہر کی سیر جو بظاہر ایک اچھے بڑے بندرگاہ کی آغوش میں محو خواب دکھائی دیتا ہے۔ لیکن اپنے دامن میں اسلحہ سازی کے کارخانوں کا لاتعداد سلسلہ لئے ہوئے ہے۔

"یہاں بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن کا دیکھنا آپ کے لئے ٹھیک نہیں۔" منگول افسر نے معذرت پیش کرتے ہوئے کہا "لیکن آپ کو معلوم نہیں ہونا چاہئے کہ یہ شہر ایک قلعہ ہے۔"

ولاڈی واسٹک میں بہت سے ہوٹل ایسے ہیں، جن کی تمام تر آبادی چینیوں پر مشتمل ہے۔ ہم نے تھکے ہوئے ہونے کے باوجود ان میں چینی کھانے کھائے اور پھر بازاروں میں سے ہوتے ہوئے آگے چلے گئے۔ جہاں ہم مرغ لوج کی ڈول دیکھتے رہے۔

پس منظر میں ولاڈی واسٹک کا اصلی کام جاری تھا۔ یہ کام اپنی نوعیت کے اعتبار سے روس کے دیگر علاقوں سے مختلف تھا اور بظاہر اس کے آثار مفقود اور ناپید تھے۔ بیرونی سطح پر ایک ہیبت ناک سکون طاری تھا۔ اس خفیہ کام کا احساس لوگوں کو اس وقت ہوتا تھا جب وہ گھومتے گھومتے ایک خاص حد سے آگے نکل جاتے تھے اور سپاہی انہیں روک کر نہایت ہی خوش اخلاقی سے درخواست کرتے تھے کہ وہ جدھر سے آئے ہیں۔ ادھر ہی لوٹ جائیں۔ ریلوے یارڈ پر اسلحہ جات کے بھرے ہوئے چھکڑوں کو گزرتے دیکھکر بھی اس کام کے متعلق کچھ سراغ ملتا تھا۔ علاوہ ازیں شام کے وقت سینما گھروں اور تھیٹروں میں سپاہیوں کے ہجوم کو دیکھ کر بھی اس کام کی نوعیت کی طرف اشارہ ملتا تھا۔

ولاڈی واسٹک میں جس چیز نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا، وہ مختلف قوموں اور نسلوں کا شمول تھا۔ ولاڈی واسٹک میں باہمیری، ترکستانی، منگول، کرد اور ازبک بھی ادھر ادھر گھومتے دکھائی دیتے تھے۔ سب کے سامنے ایک ہی شے مشترک تھی ــــ روس کی بہبود

نے روس میں بہت سننے یا دیکھنے میں ایسی کوئی چیز نہیں آئی جس سے سطح انقلاب عام کے خیال کو تقویت ملے۔ یہ خیال صرف روس کے باہر پایا جاتا ہے روس کے اندر ایسے خیالات کا وجود نہیں۔ البتہ یورپ کی حالت کو پیش نظر رکھتے ہوئے مجھے اس بات کا احساس ضرور ہوا کہ بیرونی حملہ کی صورت میں اپنی وسیع سرحدوں کی حفاظت کے لئے روس کے پاس کافی سے زیادہ اسلحہ ہے۔ مجھے جس بات سے دکھ ہوا وہ یہ احساس تھا کہ اسلحہ کے وہ ذخائر ضروری ہیں۔

اس شام میں ایک لیکچر سن کر آ رہی تھی جس کا تعلق کان کنوں کے مسئلے سے تھا۔ رات اندھیری تھی لیکن شہر کی گلیاں دن کی طرح روشن تھیں بجلی کے لاتعداد لیمپ اوپر سے روشنی بکھیر رہے تھے۔ میں نے ایک کھمبے پر لگے ہوئے لیمپ کی طرف دیکھا۔ یہ سائبیریا تھا۔ مجھے محسوس ہوا کہ سائبیریا کی بھولی بسری سرزمین پر جگمگاتے ہوئے لیمپ ان محنت کشوں کی نگاہوں کے سامنے تاروں کی طرح چمک رہے ہیں۔ جنہوں نے صدیوں تک مصائب برداشت کئے۔

ملک میں پیدا شدہ اس تبدیلی نے مجھ پر گہرا اثر کیا۔ روس کی اہم ترین خصوصیت روسیوں کی یک جہتی ہے اور وہ یکجہتی موجود ہے۔ یہ ایک حصہ سے دوسرے حصہ تک یکساں ہوتی ہے۔ آپ اوکرین چلے جائیے یا ولاڈی واسٹک کیوں نہ چلے جائیے یا ماسکو میں رہ سکتے ہیں آپ کو تمام روسی مردوں عورتوں اور بچوں کے سامنے ایک ہی مقصد دکھائی دے گا۔ روس کو ہر اشتراکی اجتماعیت میں گم کر دینے کا خواب نظر آتا ہے۔ اس کے باوجود وہاں پر انفرادیت کا خاتمہ نہیں ہوا۔ روسی عوام جس طرح بادشاہوں کی طرح آزاد لیڈروں کے اندھے مقلد نہیں ہیں۔ وہ چاہتے ہیں خدمت خلق میں ہی کیوں نہ محو ہوں۔ ان کی انفرادی رائے محفوظ اور سلامت رہتی ہے۔ (ادب لطیف)

# پبلک کارکنوں کے مشاغل

ضلع نلگنڈہ میں ہندی سکشن پرسارک منڈل کی ایک شاخ مسٹر بھدر ولی کی کوششوں سے قائم کی گئی ہے اس کا دفتر ویدک پاٹھ شالہ میں ہے۔

آریہ کمار سبھا منگل کا سالانہ جلسہ ۱۱ امرداد سے شروع ہوگا جس میں مسٹر پنڈت رام ... مسٹر نرورہ مسٹر ... اور مسٹر ... کمار کی تقریریں ہوں گی۔

آریہ پرتی ندہی سبھا کی مجلس عاملہ کا ایک جلسہ بصدارت پنڈت ونائک راؤ ۲۵ جون کو منعقد ہوگا جس میں چار مڈل اسکول اور ایک سو ابتدائی مدارس کے قیام پر غور کیا جائے گا۔ ان مدارس میں ذریعہ تعلیم مقامی زبان ہوگی۔ ۲۵ ہزار رضاکار بھرتی کئے جائیں گے۔

یکم جولائی کو آریہ سماج گن گنج کا ایک جلسہ عام منعقد ہوگا جس میں سالانہ انتخابات عمل میں آئیں گے۔

مہاراشٹرا کانفرنس کی ایک قرارداد میں مطالبہ کیا گیا ہے کہ مرہٹواڑی کے تحتانی، وسطانی اور فوقانی مدارس میں مرہٹی کو ذریعہ تعلیم قرار دیا جائے۔

کرناٹک پریشد گلبرگہ کا ایک جلسہ عام بتاریخ ۱۳ امرداد بصدارت پنڈت راؤ صاحب کیلارہ منعقد ہوگا۔

مولوی بہادر خان صاحب جو ... (بقیہ سلسلہ صفحہ ۱۱)

# زائد نفع اندوزی پر ٹیکس عائد کیا جائے گا

بقیہ سلسلہ صفحہ (۷)

ہوگی۔ برخلاف حیدرآباد کی ا... ۳۰۰ روپے کے۔ اس طرح واضح ہوگا کہ یہ شرح سارے برٹش انڈیا کے مروجہ شرح کے مقابلے میں بہتر ہیں۔ اور اس طرح مرتب کئے گئے ہیں کہ حیدرآباد میں قائم شدہ صنعتوں کے خاص مفاد کا تحفظ ہو سکے۔ اگرچہ گورنمنٹ کو فکر ہے کہ نئی صنعتوں کو بڑھنے کا واجبی موقع ملنا چاہئے لیکن بدست شدہ شہادت کے پیش نظر گورنمنٹ یہ محسوس کرتی ہے کہ ایسے کاروبار کے منافع کا بیشتر حصہ جنگی اور جنگ کے حالات کی وجہ سے ہے اور اس کا ایک حصہ گورنمنٹ غریب تر طبقات ملک کی امداد کے لئے جو بوجہ جنگ پیدا شدہ حالات سے سخت متاثر ہوئے ہیں لے سکتی ہے۔

سرسری تخمینہ پر گورنمنٹ کو توقع ہے کہ پچاس لاکھ سالانہ محاصل وصول ہوگا۔ یہ وصول شدہ ٹیکس زیادہ تر ملک کے غریب تر طبقے اور کم مواجبی ملازمین سرکار کی حالت بہتر بنانے اور اشیائے خوردنی و دیگر ضروریات زندگی کی مناسب قیمت پر فراہمی میں صرف کیا جائے گا۔ اس مسودہ قانون میں یہ تجویز کی گئی ہے کہ اس قانون کو ایک علحدہ سررشتہ کے ذریعہ عمل میں لایا جائے۔ ٹیکس ادا کنندہ اپنی آمدنی کا اظہار کرے ہے افسر ٹیکس زائد نفع اندوزی ٹیکس مشخص کرے گا۔ اگر یہی کو اظہار کردہ آمدنی کی صحت کا اطمینان نہ ہو تو وہ ٹیکس ادا کنندہ کو مناسب موقع دے گا کہ وہ اپنی تائید میں شہادت پیش کرے۔ اس تشخیص کا مرافعہ نائب ناظم کے پاس ہو سکے گا اور اگر مرافعہ کی تجویز سے بھی وہ مطمئن نہ ہو تو ناظم کے پاس رجوع ہو سکے گا۔ ناظم کو اختیارات دئے گئے ہیں کہ وہ از خود کسی تشخیص یا مرافعہ کے حکم پر یا کسی ٹیکس ادا کنندہ کی درخواست نگرانی پر احکام صادر کرے۔ ناظم کے پاس کی مرافعہ یا درخواست نگرانی پر کوئی فیس نہیں لی جائے گی۔ مزید برآں ٹیکس ادا کنندہ کو اختیار ہوگا کہ وہ ناظم سے درخواست کرے کہ کوئی امر واقع قانونی عدالت العالیہ کے تصفیہ کے لئے پیش کرے اگر ناظم کی رائے میں کوئی ایسا امر واقع قانون پیدا نہیں ہوتا ہے تو ٹیکس ادا کنندہ خود راست عدالت العالیہ میں درخواست پیش کرسکتا ہے کہ ناظم کو کارروائی عدالت العالیہ میں پیش کرنے کے لئے حکم دیا جائے۔ اس مسودہ قانون کی رو سے عدالت کے فیصلہ کا مرافعہ جوڈیشل کمیٹی میں پیش ہو سکے گا۔

ٹیکس ادا شدہ کے کاروبار کے جملہ امور اشد راز متصور ہوں گے اور ایسے امور عام طور پر حلف و مباحثہ میں نہ آئیں اس خیال سے مسودہ قانون میں یہ ملحوظ ہے کہ تمام تفصیلات جو کسی تحقیق کی شکل میں پیش کئے گئے ہوں یا حسابات و اسناد وغیرہ جو ٹیکس ادا کنندہ نے پیش کئے ہوں اشد راز سمجھے جائیں گے اور بلالحاظ کسی حکم مندرجہ قانون شہادت ممالک محروسہ سرکار عالی نشان (۱۱) بابتہ ۱۳۲۷ف کسی عدالت کو اختیار نہ ہوگا کہ کسی ملازم سرکار کو ایسے دستاویزات کے پیش کرنے کا حکم دے۔ اگر کوئی ملازم سرکار ان شرائط کی خلاف ورزی کرے تو وہ مستوجب سزائے قید ہوگا۔

# اغذیہ کانفرنس کی سفارشات اور ہندوستان

واشنگٹن ۳۰ / جون۔ ہاٹ اسپرنگس کی اغذیہ کانفرنس کی سفارشات پر ہندوستان کے ایجنٹ جنرل امریکہ سرگرجا شنکر باجپائی نے بحث کی ہندوستان سوائے کچھ نوعیت چاول کے موجودہ سطح مرغوبہ غذائی ضروریات خود مکتفی ہے۔ اس سطح کو بلند کرنا چاہئے لیکن ہندوستان ضرورت کی اغذیہ کی بڑی مقداریں خود پیدا کرسکتا ہے۔ کانفرنس سے ہندوستان کی دلچسپی اس حد تک تھی کہ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ زراعت کے طریقوں کی سفارشات کس طرح روبعمل لائی جاتی ہیں۔ ہندوستان بڑے پیمانہ پر اغذیہ کی برآمدات کا ذریعہ نہیں۔ دوسری زرعی پیداوار کی بڑی قابل برآمد ۴۴

۴۴- مقدار صنعت کے لئے خام اشیاء فراہم کرتی ہے مثلاً خام روئی اور تیل ہے کم معیاری غذا کی سفارشات کی نسبت سرگرجا نے کہا کہ حسب توقع کانفرنس نے دنیا کے باشندوں کے لئے صحیح اور کافی غذا کی ضرورت و اہمیت کو سفارشات میں اولین جگہ دی ہے۔ تمام سفارشات پیداوار کو بڑھانے کے بہ وقعت ہیں۔ (رائٹر)

# پبلک کارکنوں کے مشاغل

بقیہ سلسلہ صفحہ (۱۰)

ورنگل میں شرکت کے لئے کریم نگر گئے تھے بلدہ واپس ہوگئے۔

---

معتمد صاحب اتحاد المسلمین کی اطلاع ہے کہ مولوی بہادر خان صاحب بوجہ ناسازی مزاج تین روز تک عوام سے ملاقات نہ کرسکیں گے۔

---

صوبہ کانفرنس اتحاد المسلمین گلبرگہ کے اجلاس ۲۵، اور ۲۶ / جون کو بمقام رائچور منعقد ہو رہے ہیں۔

---

شعبہ اغذیہ حلقی مجلس اتحاد المسلمین کی تحقیقاتی رپورٹ مرتب کی جارہی ہے جو بہت جلد شائع کی جائے گی۔

احمدیہ پریس چادر گھاٹ میں طبع ہو کر باہتمام سید حسن (عثمانیہ) دفتر حکمت سے شائع ہوا